دارالحرب اورسودی معاملات

کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیانِ عظام ذیل کے مسئلے میں کہ

ہمارے ملک میں ایک جماعت کے مفتی صاحب نےفتویٰ دیا ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کا کفار سے سودی معاملات وعقود فاسدہ وغیرہ کرنا مباح اور جائز ہے۔

اوردوسری جماعت کے مفتی صاحب فتویٰ دیتے ہیں کہ دارالحرب ہو یا نہ ہو کفار سے سودی معاملہ اورعقود فاسدہ جائزنہیں بلکہ حرام ہیں اور کہتے ہیں کہ جولوگ اس کی اباحت اور جواز کا فتویٰ دیتے ہیں انہیں کسی مذہبی ادارہ کا صدر بنانا اورامیر بنانا جائزنہیں بلکہ ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان حضرات کا اس طریقے سے فتویٰ دینا کہاں تک صحیح ہے اوراختلافی مسائل میں اتنے تشدد کے ساتھ فتویٰ دینا کہاں تک جائز ہے اور مقلد ہوتے ہوئے امام محمدؒاورامام صاحبؒ کے اوپر بدظنی رکھنا کہاں تک جائز ہے؟بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "**لاربیٰ بین المسلم والحربی فی دار الحرب**"میں"**لا**" کولانہی کے معنی میں لےکرامام صاحبؒ کےاوپرغلطی کی نسبت کرتے ہیں۔وہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

اس بحث سے قطع نظر کہ ملک برمادارالحرب ہے یادارالامن آپ کے مطلوبہ مسائل کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱......دارالحرب میں کافرحربی سے سود کے جائز ہونے نہ ہونے کے بارے میں علماءکرام کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ جمہورفقہاءکرام یعنی حضرت امام شافعیؒ اورحضرت امام مالکؒ اورحضرت امام احمدؒاورحنفیہ میں سےحضرت امام ابویوسفؒ دارالحرب میں کافرحربی سے سودکومطلقاًناجائز کہتے ہیں۔انکے

مستدلات وہ قرآنی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ البتہ حنفیہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ دارالحرب میں کافر حربی سے سود کو ایک غریب حدیث "لاربا بین المسلم والحربی" کو بنیاد بنا کر چند قیود کے ساتھ جائز کہتے ہیں، وہ قیود مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دارالحرب ہو

۲۔ ربوا کا معاملہ کافر حربی سے ہو۔

۳۔ معاملہ کرنے والا وہ مسلمان ہو جو دارالحرب میں ویزے پر رہائش پذیر ہے یا وہ مسلمان ہو جو دارالحرب ہی میں اسلام لایا ہو۔

۴۔ دارالحرب میں رہنے والا مسلمان اصلی یا ذمی نہ ہو کما فی العبارۃ الاولیٰ والثانیہ۔

لیکن چونکہ معاملہ ربوا کا ہے جس کی حرمت قرآنی آیتوں سے بغیر کسی قید کے منصوص ہے اس لئے بیشتر علماء کرامؒ نے اس بارے میں جمہور فقہاء کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور حضرات طرفینؒ کے مسلک کو مرجوح قرار دیا ہے۔ جمہور فقہاءؒ کا مسلک کئی وجوہ سے راجح ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱......امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد کے دارالحرب میں کافر حربی سے سود کو جائز قرار دینے کی بناء صرف ایک حدیث پر ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔ کمافی العبارۃ الثالثہ والرابعۃ۔ اگر اس حدیث کو تسلیم کر بھی لیا جائے اور کافر حربی سے سود کو جائز کہا جائے تو اس کے مقابلے میں قرآنی کی آیات کثیرہ اور احادیث کا ذخیرہ موجود ہے کہ جن میں سود کی حرمت کا ذکر بلا کسی قید کے موجود ہے۔

۲......قرآن کی آیت "یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین" (البقرۃ:۲۷۸) میں ربوا کی حرمت مصرح ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو سودی معاملہ کرنے والے سب حربی تھے اس کے باوجود بقیہ ربوا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

۳......جمہور فقہاءؒ کا قول احتیاط پر مبنی ہے حضرات طرفینؒ کے قول پر عمل کرنا احتیاط کے منافی ہے۔

۴......جمہور فقہاءؒ کے قول پر عمل کیا جائے تو اختلاف فقہاء سے بچاؤ حاصل ہو جاتا ہے۔

۵......حضرات طرفین نے دارالحرب میں کافر حربی سے سود کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ ان شرائط کی پابندی عموماً مشکل ہے۔

۶......قول مرجوح کے مطابق عمل کیا جائے تو سودی معاملہ کرنے کا گناہ پھر بھی باقی رہتا ہے اگر چہ مال کوحرام نہ کہیں۔

۷......طرفینؒ کی دلیل ظنی ہے جبکہ فقہاء کی دلیل نصوص قطعیہ پرمبنی ہے۔

جیسا کہ ماقبل میں وضاحت کی گئی ہے کہ دلائل مذکورہ کے پیش نظر دارالحرب میں سودی معاملہ اور عقود فاسدہ کوناجائز قرار دینا احتیاط پرمبنی ہونے کی وجہ سے درست ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے البتہ جولوگ دیانت داری سے دارالحرب میں سود کے مسئلے میں امام اعظمؒ کے قول پراس کی جملہ شرائط کے ساتھ عمل کرنے کے قائل ہوں، اگران کا موقف دیانت دارانہ ہوتو مسئلہ مجتہد فیہ ہونے کی بناء پران کوصدر بنانے میں شرعاً حرمت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، ہاں اگر ایسے لوگوں کے صدارت پر قائم رہنے سے لوگوں میں افتراق وانتشار کا خطرہ ہوتا ہوتو ان کوصدارات سے انتظاماً برطرف کرنے میں بھی کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

۱:　　ولا بين حربي ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار(ثمه) لان ماله ثمه مباح فيحل برضاه مطلقا بلا عذر خلاف للثاني والثلاثه.(۱)

۲:　　(قوله ولا بين حربي ومسلم مستامن) احترز بالحربي عن مسلم الا صلي والذمي وكذا عن المسلم الحربي اذا هاجروا الينا ثم عاد اليهم فانه ليس للمسلم ان يرابي معه اتفاقا.(۲)

۳:　　الحديث الثامن: قال عليه السلام لاربا بين المسلم والحربي في دار الحرب قلت غريب واسنده البيهقي في المعرفة في كتاب السير عن الشافعي قال قال ابويوسف: انما قال ابوحنيفة هذا لان بعض المشيخة حدثنا عن مكحول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لاربا بين اهل الحرب اظنه قال و اهل الاسلام قال

---

(۱) الدر المختار علی هامش الشامی - باب الربوا- ۵/۱۸۶.

(۲) ردالمحتار - باب الربوا- مطلب فی استقراض فی الدراهم عددا-۵/۱۸۶.

الشافعی وھذا الیس بثابت و لا حجة فیه انتھی کلامه.(۱)

(۴) حدیث لاربا بین المسلم فی دار الحرب لم اجده لکن ذکره الشافعی ومن طریقه البیھقی قال قال ابویوسف انما قال ابوحنیفة ھذا لان بعض المشیخة حدثنا عن مکحول عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لاربا بین اھل الحرب اظنه قال واھل الاسلام قال الشافعی وھذا لیس بثابت و لا حجة فیه انتھیٰ کلامه.(۲)

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے امداد الفتاویٰ ج۔۳،ص۔۱۱۷ اور رسالہ تحذیر الاخوان عن الربا فی الہندوستان میں'' لاربا بین المسلم والحربی'' میں لا کو نہی کے معنی میں ہونے کا احتمال ذکر فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیت ''لارفث ولاجدال فی الحج'' میں لا نہی کے معنی میں ہے۔(۳)

چنانچہ کتب فقہ میں بھی اس کی نظیریں ملتی ہیں، مثلاً ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین الشامیؒ نے اسکی تصریح کی ہے، ملاحظہ ہو۔

''(قوله فلا ربا اتفاقا) ای لا یجوز الربا معه فھو نفی بمعنی النھی کما فی قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق فافھم.(۴)

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبه
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنه	اصغر علی	نور محمد رنگونی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

(۱) نصب الرایة لاحادیث الھدایة – باب الربوا–رقم الحدیث: ۲۹۵ ۱ – ۴۴/۴– دار الکتب العلمیة

(۲)الدرایة علی الھدایة لابن حجر – کتاب البیوع– باب الربوا–۸۶/۳ ط:مکتبه شرکت علمیه ملتان

(۳) امداد الفتاوی –کتاب الربوا– سوال : ۲۰۳–۱۵۳/۳ –ط: مکتبه دار العلوم کراچی

تحذیر الاخوان عن الربا فی الھندوستان ص ۵

(۴)ردالمحتارعلی الدرالمختار– باب الربوا– مطلب فی استقراض فی الدراھم عددا– ۱۸۶/۵ –

جواب صحیح ہے اور حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امدادالمفتیین باب الربوا والقمار میں ص ۷۵۱ مطبوعہ جدید پر بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ دارالحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے میں اختلاف ہے۔امام اعظم اور امام محمد جائز فرماتے ہیں اور جمہور علماء اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف حرام فرماتے ہیں، روایات اور قرآن کریم میں بظاہر مطلقاً سود کی حرمت اور سخت وعیدیں مذکور ہیں۔اس لئے احتیاط یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے۔(۱) واللہ اعلم

عبدالرؤف

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
ولی حسن ٹونکی

الجواب صحیح
محمد یوسف لدھیانوی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن

بینات-صفر ۱۴۰۶ھ

(۱) فتاوی دار العلوم دیوبند یعنی امداد المفتیین کامل -کتاب الربا والقمار-ص: ۸۴۹-ط: دار الاشاعت